اعانت کی طلب گار ہوگی:

۱۔ حسب توفیق رقم، مشین وقف کریں۔

۲۔ قرضہ حسنہ مہیا کریں جو کمپنی کی آمدن سے واپس کیا جائے گا۔

۳۔ کمپنی کے حصص خریدیں۔

آغاز میں دس، دس ہزار کے 100 حصے مضاربت کی بنیاد پر فروخت کئے جائیں گے۔

اس کام کو آغاز کرنے والے کارکنوں سے امید کیا جائے گا کہ ایک سال تک بغیر تنخواہ کے کام کریں گے۔ جو کارکن یا مزدور ایسا نہ کر سکے اس کو اجرت دی جائے گی۔ البتہ ضروری سفری اخراجات ہر کارکن کو ادا کئے جائیں گے۔

زرعی عوامل کی فراہمی: اس مقصد کے لئے ممکن ہو تو کاشتکاروں سے پیشگی رقم لے کر، ورنہ قرضہ حسنہ کے طور پر زرعی عوامل مہیا کئے جائیں گے۔ فصل حاصل ہونے پر مروجہ قیمت نقد یا جنس کی صورت میں وصول کی جائیگی۔

مقامی تنظیموں اور مرکزی تنظیم کے پاس ایک ایک سٹور ہوگا، جہاں ضروری سامان اور مصنوعات رکھے جائیں گے اور ایک بنیادی بیت المال ہوگا، جس میں تنظیمی اشیاء کے علاوہ فقراء ومساکین کے لئے ضروری اشیاء موجود ہونگی جن کا حساب الگ رکھا جائے گا۔ ان شاء اللہ

تنظیم کا حساب، احتساب اور تقسیم نفع: صدر اور سیکرٹری کا انتخاب مرکزی تنظیم اور مقامی تنظیموں کے صلاح مشورہ سے ہوگا، سیکرٹری اور اس کا عملہ شفاف حساب مرتب کرنے اور صدر اس کی پڑتال کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔ مرکزی تنظیم کسی ماہر حساب دان کے ذریعے ششماہی احتساب کرا کے تنظیم کو باقاعدہ رپورٹ دے گی۔ مرکزی تنظیم کے ارکان اور مقامی تنظیموں کے عمومی اجلاس میں غور وفکر کر کے آئندہ کے لئے باہمی مشورے سے معاملات طے کریں گے، اور کام کے لئے بہتر طریقہ منتخب کریں گے۔ نفع نقصان کی تقسیم سرمایہ کی فراہمی اور کارکنوں کی محنت کو مد نظر رکھ کر مضاربت کے اسلامی اصول کے مطابق ہوگی۔

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

☆☆☆☆☆☆

قسط:4

جامعہ دارالعلوم بلتستان تاریخ کے آئینے میں

ابوعبداللہ عبدالرحیم روزی

مدارس سلفیہ بلتستان میں طلباء کی تعداد:

خطۂ بلتستان کے سلفی مدارس میں 1376ھ بمطابق 1956ء کے دوران طلباء کی تعداد کچھ اس طرح تھی:

۱۔	دارالعلوم اسلامیہ بلتستان غواڑی	60 طالب علم
۲۔	مدرسۃنصرۃ الاسلام کریس بلتستان	30 طالب علم
۳۔	مکتب یوگو بلتستان	14 طالب علم
۴۔	مدرسہ منار الہدیٰ بلغاربلتستان	14 طالب علم
	مجموعی تعداد	118 طالب علم

یادرہے کہ ان مدارس کی اقتصادی، تعلیمی اور موسمی ظروف وحالات کے مطابق تعداد مذکورہ میں کمی بیشی واقع ہوتی رہتی تھی، موسم گرماوسرما کے تفاوت کا بھی بڑا کردار ہوتا تھا، جوکہ علاقے کے مخصوص حالات کا ایک طبعی وقدرتی نتیجہ ہے۔

جمعیت اہلحدیث پاکستان سے امداد کی اپیل:

دارالعلوم اسلامیہ بلتستان پر کچھ ایسے جاں گسل ایام آئے، جن میں دارالعلوم چلانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہوگیا۔ حاجی خلیل الرحمنؒ کے مکتوبات کے مطابق تقسیم ملک کے بعد کل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کی طرف سے مقررہ وظائف کا سلسلہ بند ہوا۔ جس سے منجملہ مدارس کے دارالعلوم بھی شدید متأثر ہوا، تو 1955 میں ادارہ دارالعلوم نے مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان سے اپیل کی کہ دارالعلوم بلتستان کو مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان اپنی سرپرستی میں چلائے، یا امداد کرے۔

اس اپیل پر امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث مولانا داؤد غزنوی علیہ الرحمۃ نے دارالعلوم کے متعلق اہم معلومات

طلب کئے، انجمن اسلامیہ بلتستان کے تحت چلنے والے مدارس کے حالات اور دارالعلوم کے نصاب وغیرہ امور کی بابت تفصیلی معلومات بہم پہنچائی گئیں تو فی الحال ماہانہ مبلغ 100 روپے امداد دینے، اور بلتستان کا تفصیلی دورہ کر کے تعلیمی ودعوتی امور کا جائزہ لینے کے بعد ممکنہ حد تک تعاون کرنے کی یقین دہانی کرادی۔ اس وقت جمعیت کے ناظم (سیکریٹری) مولانا محمد ابراہیم کمیرپوری علیہ الرحمۃ تھے۔

جمعیت اہلحدیث پاکستان نے یہ عظیم خوشخبری مجلۃ,,الاعتصام لاہور،، مجریہ ۲۳ستمبر ۱۹۵۵ءمطابق ۶صفر المظفر ۱۳۷۵ھ میں شائع کی۔ اس فیاضی پر ناظم دارالعلوم کریم بخش علیہ الرحمۃ نے گرمجوشی کے ساتھ کلمات سپاس تحریر کئے۔

لیکن مرکزی جمعیت اہلحدیث کی اپنی مالی حالت چنداں مستحکم نہ ہونے کی وجہ سے اس وعدے کی پاسداری نہ ہوسکی۔ تاہم مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ ایفائے عہد کے طور پر گوجرانوالہ جماعت کی طرف سے دارالعلوم کی ضروریات پوری کرنے کیلئے تاحیات ذاتی کوشش کرتے رہے، اب یہ سلسلہ انکے احباب واولاد نے جاری رکھا ہوا ہے۔

,,تقبل الله سعيهم،،

مولانا عبدالباقی نے فرمایا: ۵۴۔۱۹۵۳ء کے لگ بھگ مرکزی جمعیت اہلحدیث کے علاوہ ہم بھی رضاکارانہ طور پر اوڈانوالہ (فیصل آباد) کے نزدیک دیہاتوں میں جمعہ پڑھاکر تھوڑابہت چندہ جمع کر کے مولانا کریم بخشؒ کو پہنچاتے رہتے تھے۔ اس وقت موصوف طالب علم تھے، نہ کوئی رسید چھپی ہوئی تھی اور نہ ہی سفارت کا سلسلہ تھا۔ باقاعدہ سفارت کا آغاز 1958 سے ہوا۔

انجمن اسلامیہ سے دارالعلوم کی علیحدگی:

دارالعلوم کے جملہ امور انجمن اسلامیہ بلتستان کی زیرنگرانی چلتے، اور وہی اس کے اخراجات برداشت کرتے تھے، مگر 57-1956 کے دوران دارالعلوم سخت مالی بحران سے دوچار ہوا، جس سے توازن برقرار نہ رہنے کا شدید خطرہ محسوس ہونے لگا۔

اس ہولناک صورتحال سے ناظم مدرسہ مولانا کریم بخشؒ صاحب گھبرا اٹھے اور فوراً تمام اکابرین جماعت کو اس حالت زار سے آگاہ کرتے ہوئے اپیل کی کہ تمام ذمہ داران جماعت تشریف لاکر مدرسے کی مالی مشکلات پر قابو پانے کی کوشش کریں۔ مگر موصوف کی پکار صدابصحرا ثابت ہوئی، یعنی مثبت اور عملی جواب نہ ملا، پھر موصوف نے غواڑی، یوگو، کھرفق اور بلغار وغیرہ سے چندایک علماء کرام ومعززین پر مشتمل ایک میٹنگ بلائی، جس میں کافی غوروخوض کے

بعد درج ذیل فیصلے ہوئے :

۱۔ دارالعلوم، انجمن اسلامیہ سے باضابطہ طور پر علیحدہ ہوگا۔

۲۔ مدرسہ کا نام "دارالعلوم بلتستان" ہوگا۔

۳۔ اس کے جملہ امور جماعت اہلحدیث بلتستان چلائے گی۔

اس طرح یہ نوخیز تعلیمی ادارہ گردش ایام کے جھونکوں اور طوفان باد و باران کے تند و تیز تھپیڑوں کا سامنے کرتے ہوئے آگے بڑھتا چلا گیا۔

تندیٔ باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

اللہ تعالی کا قانون فطرت بھی منزل بہ منزل ہمسفر وہمرکاب رہا۔﴿سنة الله التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنة الله تبديلاo﴾(الفتح :۲۳)"یہ اللہ تعالی کا قانون فطرت ہے جوکہ اس سے پہلے بھی گزر چکا ہے، آپ اللہ تعالی کے اس قانون میں تبدیلی نہیں پائیں گے"۔

چنانچہ گردش ایام کے پیچھے پیچھے غیر مرئی طور پر اللہ تعالی کی تائید و نصرت بھی شامل حال رہتی چلی آئی، بالآخر ان اسلاف عظام کی جہد مسلسل رنگ لائی، اور﴿وتلك الأيام نداولها بين الناس﴾ (آل عمران: ۱٤۰)"اور ہم ان ایام کو لوگوں میں گھماتے رہتے ہیں" کے الٰہی اصول کے مطابق تنگی کے ایام بیت گئے اور خوشگوار لمحات آن پہنچے۔ مگر ساتھ ہی سامان امتحان و آزمائش بھی لے آئے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالی انسان کو کبھی آسودگی کے ذریعے اور کبھی فقر وفاقہ، کبھی خیر، کبھی شر کے ذریعے آزماتا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ مختلف امتحانوں سے کندن کی طرح سرخرو نکلے۔

ناظم دارالعلوم کی رحلت فاجعہ اور جانشینی:

مدرسہ کے ناظم الأمور حافظ کریم بخش، انجمن اسلامیہ بلتستان کے صدر کی حیثیت سے اپنی صلاحیت واستعداد کے مطابق بے لوث خدمت کرتے تھے۔ آپ بیک وقت افتاء وقضاء، نظامت دارالعلوم، تعلیم و تبلیغ، اورانجمن اسلامیہ کی صدارت کے اعلی مناصب پر فائز ہونے کے علاوہ اپنے بھائی بندوں کی طرح ایک کہنہ مشق اور جفاکش کسان بھی تھے۔ شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

لیس علی الله بمستنكر أن يجمع العالم فی واحد